نوادرات حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ

☆==از بصائر وعبر==☆

ترتیب: مولوی محمد ذیشان صدیق
متعلم تخصص فی الفقہ، علامہ بنوری ٹاؤن

محدث کبیر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے سحر آفریں قلم سے ماہنامہ بینات کراچی میں بصائر و عبر کے نام سے برسہابرس اداریئے شائع ہوتے رہے، جو آج چالیس برس سے زیادہ عرصہ بیت جانے کے باوجود بھی تازگی و شگفتگی، حریت وسلامت فکر، غلبہ اسلام واصلاح مسلمین، صداقت، حق گوئی وحق شناسی جیسے اوصاف کا مظہر اتم ہیں۔ کسی بھی تحریر کا جائزہ لیجئے عزم و یقین کامل، بے لوث ہمدردی، توکل، امت مسلمہ کے نازک ودلسوز حالات پر گہری نگاہ اور اسلام واہل اسلام کو درپیش مسائل کا حل جگہ جگہ دکھائی دے گا۔

آپ کے شاگرد باوفاء، عاشق صادق حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ نے ان مضامین کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر اسے جدید ترتیب سے مرتب کر کے مکتبہ بینات کراچی سے شائع کروایا اور تمام مضامین کو تین ابواب میں تقسیم فرمایا تھا باب اول علمی مضامین، باب دوم حالات حاضرہ، باب سوم وفیات، یہ تقسیم اغلبی مواد کے اعتبار سے ہے وگرنہ تمام مضامین ہی بیش بہا، قیمتی اور نایاب علمی جواہر پاروں پر مشتمل ہیں۔ جن مضامین کے عنوانات علمی ہیں ان کی علمی قیمت کا تو کیا ٹھکانہ! جن عنوانات کے ظاہر سے حالات حاضرہ یا سیاسیات کا نقشہ معلوم ہوتا ہے وہ بھی اپنے دامن میں ایسے نادر علمی لعل وجواہر سمیٹے ہوئے ہیں، جن کا بلا مشقت اتنی آسانی سے مل جانا کسی بڑی نعمت سے کسی بھی طرح کم نہیں، اس کا صحیح اندازہ ان مضامین کا بغور مطالعہ کرنے والوں سے مخفی نہیں۔

ذیل میں حضرت بنوریؒ کے مذکورہ بالا اداریوں میں سے منتخب چند ایسے ہی نایاب موتیوں کو ''مشتے از نمونہ خروارے'' کے بمصداق قند مکرر کے طور پر عنوانات کے اضافہ کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے کہ ہر ہر جملہ اپنے اندر کس قدر گہرائی اور معنویت لئے ہوئے ہے اور مختلف موضوعات علم پر حضرتؒ کی آراء کیسی ٹھوس اور معنی خیز ہیں جو آپ کی علمی اور فکری بصیرت کی شاہد عدل ہیں۔

علم دین کے مقاصد:

علم دین حاصل کرنے کے دو مقصد ہیں......ا۔خود اپنی تکمیل یعنی صاحب کمال بننا، اپنی دینی زندگی کو صلاح وتقوی سے آراستہ کرنا تاکہ فلاح وسعادت دارین سے خود بہرہ ور ہو سکے۔......۲۔ دوسروں کی خدمت کرنا اوران کو سعادت دارین سے ہمکنار کرنا۔لیکن اسی کے ساتھ ساتھ اگر کوئی عالم دین اپنی اوراپنے متعلقین کی ضروریات کے لیے محتاج کسب معاش ہے تو اسے معاش کے ذرائع اور صحیح وسائل اختیار کرنے میں کوئی عار نہیں ہونا چاہیئے، کیا اسلام کے انتہائی مجد وعروج کے دور میں کبار امت نے معاشی ذرائع اختیار نہیں کیے؟ (بصائر وعبر، ج 1،ص174)

علوم دنیا وعلوم آخرت کے مثبت ومنفی نتائج:

علوم دنیا اور علوم آخرت میں کوئی نزاع یا تصادم قطعاً نہیں، ہاں! دونوں کے مقاصد اور دائرہ کار جدا جدا ہیں اسی لئے یہ بالکل حقیقت ہے کہ اگر ان انسانی علوم کو خالق کائنات کی مرضی اور منشاء کی روشنی میں انسانیت کی خدمت کیلئے وقف کر دیا جائے تو یہ دنیا ساری دین بن جائے اور پھر دین اور دنیا کی تفریق جو محض ایک شیطانی مفروضہ اور منصوبہ ہے بالکل ہی مٹ جائے۔ بالکل اسی طرح جیسا کہ اگر انہی علوم انبیاء کو حصول دنیا اور جلب خواہشات اور اغراض نفسانی کا وسیلہ بنالیا جائے تو نہ صرف یہ کہ پورا دین دنیا بن جاتا ہے بالکہ خالق کائنات کی امانت میں خیانت اور بہت بڑا جرم ہو جاتا ہے۔(ج 1،ص 215)

سلسلہ تعلیم میں طرفین کیلئے ایک مفید تجویز:

ایک اہم بات جو سلسلہ تعلیم میں ضروری ہے وہ یہ کہ ابتدائی کتابیں قابل اساتذہ کے پاس ہوں مثلاً ہر بڑے استاد کو ایک چھوٹی کتاب دی جائے،اس میں طرفین کا فائدہ ہوگا،طلبہ کو تجربہ کار استاد سے استفادہ کا موقع ملے گا،اور مدرس کا کام ہلکا ہو جائے گا،بجائے ایک بڑی کتاب کے چھوٹی کتاب ہوگی،جس میں اسے زیادہ دماغ سوزی نہیں کرنی پڑے گی،اور جب مدرس مخلص ہوگا تو یہ سوال پیدا نہیں ہوسکتا کہ بڑی کتابیں پڑھانے والا چھوٹی کتابیں پڑھانا اپنی توہین سمجھے۔(ج2،436)

تعلیم قرآن وتعلیم نبوت کے دو حصے:

واضح رہے کہ قرآن کریم کے ارشادات وتعلیم نبوت کے دو حصے ہیں ایک حصہ تو ان شرعی احکامات کا ہے جن کا درجہ قانون کا ہے،اس میں کوتاہی کرنے پر نہ صرف یہ کہ اسلامی حکومت گرفت کرسکتی ہے بلکہ ایسا شخص شرعی اصطلاح میں عاصی اور گناہ گار بھی ہے،جس کیلئے آخرت کی سزا وعقوبت کی دھمکی دی گئی ہے،زکاۃ،عشر،صدقہ فطر اور

دیگر صدقات واجبہ اسی شعبہ میں داخل ہیں، دوسرا حصہ اخلاقی ترغیبات کا ہے، ان کا درجہ قانون کا نہیں بلکہ اخلاقی فضیلت کا ہے انفاق فی سبیل اللہ کا ایک بڑا حصہ دوسری قسم سے وابستہ ہے، آج کل بہت سے نااہل قرآن کریم میں غور کرتے ہوئے ان دونوں حصوں کو باہم ملاتے ہیں یہی وہ خلط مبحث ہے جو ان کی خامی وناہلی کی دلیل ہے، آج کل معاشی مسائل میں یہ خلط مبحث انتہاء کو پہنچ گیا ہے۔ان دونوں حصوں کو الگ سمجھنے کیلئے عہد نبوت کی عملی زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ اور پھر خلافت راشدہ کے دور میں ان قوانین ومسائل کی تشکیل سے دونوں کا امتیاز واضح ہوجاتا ہے۔(ج2،ص400،401)

عملی فتنوں کی سرکوبی کیلئے علمی استحکام کی ضرورت:

میرا ناقص خیال یہ ہے کہ جتنے عملی فتنے رونما ہورہے ہیں ان کی اصلاح کیلئے یہ طریقہ دعوت (جماعت دعوت وتبلیغ) اور اس میں شمولیت بلاشبہ مؤثر نسخہ اور علاج ہے لیکن علمی فتنوں کیلئے ٹھوس علم کی ضرورت ہے، آج کل اعداء اسلام مستشرقین وغیرہ اسلام کے بنیادی مسائل کو ڈائنامیٹ لگارہے ہیں، قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے میں شبہات، حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وساوس، فقہ اسلامی پر تنقیدات واعتراضات، ان علمی فتنوں کی سرکوبی کیلئے ٹھوس علم دین، جدید علم کلام م جدید سائنس، معلومات عامہ، حسن تحریر، شگفتہ بیانی، سنجیدہ متوازن دماغ، پیہم کوشش، اور صالح ومؤثر لٹریچر کی ضرورت باقی رہے گی۔(ج1،ص419)

متاخرین علماء ہندوپاک اور علماء عرب کے مابین موازنہ:

ہندوپاکستان کے اکابر علماء میں جو خصوصیت ہے محسوس ہوا کہ عربی ممالک کے اہل علم سے وہ خصوصیت مدت ہوئی کہ رخصت ہوچکی ہے۔دینی تصلب وپختگی، شعائر اسلام کی بقاء کی کوشش، بلاخوف لائم حق کے اظہار میں جرات اور قوت ایمانی کا ثبوت، کسی غیر صحیح مقصد کیلئے حکومت وقت کا آلہ کار نہ بننا اور اس مسلک میں جو عواقب و نتائج پیش آئیں خندہ پیشانی سے لبیک کہنا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ جوہر ممالک عربیہ میں ختم ہوچکا ہے، تاریخی روشنی میں مجھے نظر آتا ہے کہ چند افراد کو مستثنیٰ کرنے کے بعد دسویں گیارھویں صدی ہجری سے وہ صفات جو عرب ممالک کے خصائص، تھے غیر منقسم ہندوستان کی طرف منتقل ہوگئے، امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز دہلوی، حضرت سید احمد دہلوی، حضرت اسماعیل شہید، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہم اللہ جمیعا کی نظیر اپنے اپنے دور میں مشکل ہی سے کہیں اور ملے گی۔(ج2،ص 250)

علماء دین کے مناصب:

علماء دین کے مناصب کیا ہیں جن کے ذریعہ وہ مسلمانوں کی دینی خدمت انجام دے سکیں؟ اور مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے وہ کون سے شعبہ ہیں جو ان کے سپرد ہونے چاہئیں؟ اس سوال کا جواب بالکل صاف ہے کہ اسلام کے عروج کے دور میں انہی علماء میں سے حسب اہلیت علماء خلافت، حکومت، احتساب، قضاء، افتاء، خطابت، تبلیغ دین، درس وتدریس، تصنیف وتالیف وغیرہ وغیرہ مناصب پر فائز تھے جبکہ علوم اسلامیہ میں دین ودنیا کی تفریق نہ تھی اور رجال دین ورجال دنیا کے درمیان کچھ زیادہ وسیع خلیج حائل نہ تھا اور نہ کوئی بنیادی تفاوت موجود تھا، دنیا کے تمام امور دین کی تعلیمات کی روشنی میں انجام پاتے تھے۔ (ج1، ص174، 175)

اغیار کی زبانوں میں تبلیغ، تالیف وتحقیق کیلئے تقوی کی ضرورت:

جہاں تک علوم دینیہ کی مہارت کے ساتھ یورپ کی کسی زبان سیکھنے کا تعلق ہے اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے، آج کل تبلیغ، تالیف وتحقیق کے لئے ان زبانوں میں سے کسی ایک کا حاصل کرنا بہت ضروری ہو گیا ہے اگر متقی علماء اس طرف توجہ کریں تو اسلام کی تبلیغ وتحقیق کا نقشہ ہی بدل جائے۔ (ج2، ص251)

کمال دین کا مفہوم:

یہ بھی سمجھئے کہ کمال دین کا مطلب کیا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس دین میں عقائد، عبادات، احکام، معاملات، معاشرت، قانون صلح وجنگ، اقتصادیات، معاشیات، سیاسیات سب کچھ موجود ہو، ورنہ اگر انسانی زندگی سے متعلق کوئی ایک شعبہ بھی نہ ہو تو وہ کامل نہیں ہوسکتا، وہ ناقص اور محتاج تکمیل کہلائے گا۔ (ج1، ص56)

لفظ ثقافت کا مفہوم ومطلب:

اسلامی لغت ثقافت کے لفظ سے نا آشنا ہے، قرآن کریم، حدیث نبوی اور دیگر اسلامی ذخائر میں یہ لفظ کہیں نہیں ملتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا مقصد مکارم اخلاق کی تکمیل قرار دیا مگر یہ کہیں نہیں فرمایا کہ میں ثقافت کی تعلیم کیلئے آیا ہوں۔

دراصل انگریزی میں کلچر کا لفظ تہذیب وتمدن اور اسلوب زندگی کے معنی میں رائج تھا، ہمارے عرب ادباء نے اس کا ترجمہ ثقافت سے کرڈالا اور جب سے یہ لفظ مسلمانوں میں کثرت سے استعمال ہونے لگا، مگر یہ مہمل لفظ آج تک شرمندہ مفہوم ومعنی نہیں ہوا۔ ہر شخص نے اپنے ذوق کے مطابق اس کا مفہوم متعین کرنے کی کوشش کی، اور آج کل عموما اسے رقص وسرور، ناچ رنگ اور فحاشی اور عیاشی کے منظر کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ (ج2، ص309)

معصوم اور محفوظ کا مطلب:

حضرات علماء نے تحقیق فرمائی ہے کہ ایک ہے معصوم اور ایک ہے محفوظ، معصوم وہ ہے جس سے گناہ و معصیت کا صدور محال ہو، اور محفوظ وہ ہے جس سے صدور معصیت محال تو نہ ہو لیکن کوئی معصیت صادر نہ ہو یا آسان اور سادہ لفظوں میں یوں تعبیر کریں گے کہ معصوم وہ ہے جو گناہ کر ہی نہیں کرسکتا اور محفوظ کے معنی یہ ہیں کہ گناہ کر تو سکتا ہے لیکن کرتا نہیں، اس لئے کہا جاتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں اور اولیاء کرام رحمہم اللہ محفوظ ہیں۔(ج 1، ص 148)

معصیت، خطاء، اور بھول چوک کے مابین فرق:

یہاں یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ بھول چوک اور خطاء و نسیان تو خاصہ بشریت ہے مگر گناہ و معصیت مقتضائے بشریت نہیں بلکہ خاصہ شیطانیت ہے انسان سے گناہ ہوتا ہے تو محض تقاضائے بشریت کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ شیطان کے تسلط و اغواء سے ہوتا ہے، اس لئے گناہوں کے ارتکاب سے انبیاء علیہم السلام کی بشریت ثابت نہیں بلکہ کچھ اور ہی ثابت ہوگا، اور جو لوگ بھول چوک اور معصیت کے درمیان فرق نہیں کرسکتے انہیں آخر کس نے کہا ہے کہ وہ اس نازک علمی مباحث میں الجھ کر "ضلوا فاضلوا" کا مصداق بنیں۔(ج 1، ص 151)

عدالت صحابہ رضی اللہ عنہم:

دنیا کا ایک معروف قاعدہ ہے کہ اگر کسی خبر کو رد کرنا ہو تو اس کے راویوں کو جرح قدح کا نشانہ بناؤ، ان کی سیرت و کردار کو ملوث کرو اور ان کی ثقاہت و عدالت کو مشکوک ثابت کرو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چونکہ دین محمدی کے سب سے پہلے راوی ہیں اس لئے چالاک فتنہ پردازوں نے جب دین اسلام کے خلاف سازش کی اور دین سے لوگوں کو بدظن کرنا چاہا تو ان کا سب سے پہلا ہدف صحابہ کرام تھے، چنانچہ تمام فرق باطلہ اپنے نظریاتی اختلاف کے باوجود جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہدف تنقید بنانے میں متفق نظر آتے ہیں۔(ج 1، ص 154)

اصحاب صفہ:

مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے شمال مشرقی جانب ایک سائبان کے سائے میں۔ چند نفوس قدسیہ تعلیم و تربیت پا رہے تھے۔ ان نفوس قدسیہ نے اپنی زندگی حصول علم ہی کیلئے وقف کردی تھی ان میں چند نفوس ایسے بھی تھے کہ کبھی کبھی دن کے کسی حصے میں جنگل سے لکڑی لاکر فروخت کرتے اور گزر بسر کیا کرتے تھے ان کیا حوال و تعداد میں قدماء محدثین نے مستقل کتابیں لکھی ہیں جن میں امام حدیث ابونعیم اصبہانی اور امام حدیث ابو عبداللہ حاکم اور ابن الاعرابی اور سلمی وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں ان کی تعداد مختلف اوقات میں کل ملاکر چار سو تک

پہنچتی ہے۔(ج1،ص 171)

ضروریات دین کا مطلب:

علماء، فقہاء ومحدثین متکلمین وارباب حقائق سب کا اس پر اتفاق ہے کہ دین اسلام کے وہ احکام جن کی قطعیت اور معانی مقصودہ علماً وعملاً، توارثاً وتواتراً مسلّم چلے آتے ہیں وہ شریعت کی اصطلاح میں ضروریات دین کہلاتے ہیں۔ جس طرح ان کا انکار کفر ہے، ٹھیک اسی طرح ان میں تاویل کرنا بھی کفر ہے، امام غزالیؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس موضوع پر مستقل کتاب "فیصل التفرقۃ بین الاسلام والزندقۃ" تصنیف فرمائی اور آخری بے مثل اور جامع کتاب حضرت امام العصر مولانا انور شاہ کشمیریؒ کی کتاب "اکفار الملحدین فی ضروریات الدین" ہے۔(ج 1،ص435)

کفر اور الحاد کا اطلاق:

واضح رہے کہ کفر والحاد، کافر وملحد یہ سب شرعی مصطلحات ہیں جو شخص واقعی طور پر ان کلمات کا مصداق یا ان ناموں کا مستحق ہو اس کیلئے یہ الفاظ استعمال ہوں گے، یہ سب دشتم یعنی دشنام اور گالی گلوچ نہیں اگر کوئی اس کا غلط اور بے محل استعمال کرے تو اگر وہ جانتا ہو کہ واقعہ میں یہ شخص ایسا نہیں ہے تو یہ گالی اور ہتک عزت سمجھی جائے گی اور وہ آخرت میں گناہ گار اور دنیا میں لائق تعزیر ہوگا، اگر وہ فی الواقع اس کو صحیح سمجھتا ہے تو پھر نہ گالی ہوگی اور نہ ہتک عزت اور توہین، البتہ کبھی یہ حکم غلط ہوگا کبھی صحیح، غلط حکم پر اگر قائل مجتہد ہے تو معذور ہوگا ورنہ گناہ گار ہوگا اور اگر حکم صحیح ہوگا تو اس کو اجر ملے گا۔(ج 1،ص435)

شرعی مصطلحات میں الحاد وزندقہ:

شرعی مصطلحات مقرر ہوجانے کے بعد ان الفاظ (خصوصاً لفظ سنت کی طرف اشارہ ہے) کے معانی شرعیہ چھوڑ کر لغوی معنی اختیار کرنا یہی الحاد ہے یہی تحریف فی الدین ہے، کون نہیں جانتا کہ ایمان، اسلام، صلاۃ، زکوۃ، صوم، حج یہ سب عربی زبان کے کلمات تھے، جو نزول قرآن کریم سے پہلے عرب میں مستعمل تھے، اور لغت عرب کے مطابق اپنے لغوی معانی میں مستعمل تھے، اسلام کے دنیا میں آنے کے بعد ان کلمات کے خاص خاص شرعی معانی متعین کیے گئے اور ان میں ان کلمات کو استعمال کیا گیا، شرعی اور لغوی معنی میں مناسبت کے ہوتے ہوئے بھی ان شرعی معانی میں بالکل جدید حیثیات وخصوصیت پیدا ہوگئیں اب ان شرعی معانی مقصودہ کو چھوڑ کر لغوی معنی مراد لینا اور ان میں استعمال کرنا اور ان شرعی اصطلاحات کو لغت کے تابع کر کے ساری شرعی حیثیات وخصوصیات ختم کرنا یہی الحاد فی الدین اور "ان الذین یلحدون فی آیاتنا" کا مصداق ہے جس کو امت محمدیہ کے تمام محققین نے سلفاً عن

خلف متفقہ طور پر الحاد وزندقہ قرار دیا ہے، اسی موضوع پر حجۃ الاسلام امام غزالی (متوفی 505ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے "فیصل التفرقۃ بین الاسلام والزندقۃ" اور "قانون التاویل" وغیرہ مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، اسی سلسلہ میں آخری اور جامع ترین تصنیف حضرت امام العصر مولانا انور شاہ نور اللہ مرقدہ کی تصنیف "اکفار الملحدین فی ضروریات الدین" ہے۔ (ج 2،ص246)

ضروریات دین کی مثالیں:

ضروریات دین کی مثال میں علماء امت اپنی اپنی کتابوں میں دو چار مثالیں ذکر کردیتے ہیں ناظرین کو یہ غلط فہمی ہوجاتی ہے ضروریات دین بس یہی ہیں آگے سلسلہ ختم ہوگیا حالانکہ ان اکابر کا مقصود محض مثال پیش کرنا ہے نہ کہ استقصاء، نہ حصر، نہ تخصیص، اس غلط فہمی کے ازالہ کیلئے ذیل میں ہم ان مثالوں کو ایک جگہ کردیتے ہیں جو سرسری محنت سے مل سکیں تا کہ اس مختصر فہرست سے خود بخود یہ حقیقت واضح ہوجائے کہ مقصود تمثیل تھی نہ پوری فہرست، کتب فقہ، اصول فقہ، کتب کلام، اصول حدیث میں ذیل کی مثالیں ملتی ہیں۔

اثبات علم الٰہی، قدرت محیط، ارادہ کاملہ، صفت کلام، قرآن کریم، قدم قرآن، قدم صفات باری، حدوث عالم، حشر اجساد، عذاب قبر، جزاء وسزا، رؤیت باری قیامت میں، شفاعت کبری، حوض کوثر، وجود ملائکہ، وجود کراما کاتبین، ختم نبوت، نبوت کا وہبی ہونا، مہاجرین وانصار کی اہانت کا عدم جواز، اہل بیت کی محبت، خلافت شیخین، پانچ نمازیں، فرض رکعات کی تعداد، تعداد سجدات، رمضان کے روزے، زکاۃ، مقادیر زکاۃ، حج، وقوف عرفات، تعداد طواف، جہاد، نماز میں استقبال قبلہ، جمعہ، جماعت، اذان، عیدین، جواز مسح خفین، عدم جواز سب رسول، عدم جواز سب شیخین، انکار جسم، انکار حلول اللہ، عدم استحلال محرمات، رجم زانی محض حرمت لبس حریر (ریشم پہننا) جواز بیع، غسل جنابت، تحریم نکاح امہات، تحریم نکاح بنات، تحریم نکاح ذوی المحارم، حرمت خمر، حرمت قمار یہ کل اکیاون چیزیں بطور مثال پیش کی گئی ہیں۔ (ج 1،ص307)

جرح کو تعدیل پر کب مقدم کیا جائے؟

(محدثین کا اصول) جرح تعدیل پر مقدم ہے پہلے تو یہ کہ یہ علی الاطلاق نہیں، ورنہ دنیا میں کوئی محدث کوئی حافظ حدیث اور کوئی امام ثقہ نہیں ہوسکے گا اور امام احمد، مالک، شافعی، بخاری، مسلم، داود ظاہری، اور خود ابن حزم سب ختم ہوجائیں گے بلکہ محدثین نے تصریح فرمادی ہے کہ جس کی شخصیت مشتبہ ہو اور اس کی قدر و منزلت مشہور نہ ہو اس وقت جرح تعدیل پر مقدم ہوگی۔

دوسرے یہ کہ یہ اصول اس وقت مسلم ہوگا کہ کسی شخص سے متعلق اس قسم کے متعارض اقوال ملیں تو یہ ہرگز

مرادنہیں کہ کسی حدیث کے اسناد کو اجمالا کسی نے مجروح کردیا اور دوسرے نے تصحیح کی تو جرح مقدم سمجھی جائے گی۔(ج1،ص362)

صحیحین کی احادیث کی قطعیت:

محدثین میں کبار محدثین کی رائے یہ ہے کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم کی وہ احادیث صحیحہ جو درجہ تواتر کو نہیں بھی پہنچیں وہ بھی قطعی ہیں اور ان سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے، استاذ ابومنصور بغدادی، امام ابواسحاق اسفرائینی امام الحرمین، امام ابوحامد اسفرائینی، قاضی ابوطیب طبری، امام ابواسحاق شیرازی، شمس الائمہ سرخسی حنفی، قاضی عبد الوہاب مالکی، ابویعلی حنبلی، ابوخطاب حنبلی، ابن فورک، ابن طاہر مقدسی، ابونصر عبدالرحیم شافعی، ابن صلاح وغیرہ محققین مذاہب اربعہ کا یہی مذہب ہے، بلکہ اشاعرہ اور عام محدثین کا بھی یہی مسلک ہے، اور یہی رائے ہے، متاخرین میں سے ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن کثیر، ابن حجر مکی، سیوطی کا یہی دعوی ہے، نووی وغیرہ نے جو خلاف کیا ہے حافظ ابن حجر نے اس کو نزاع لفظی بتایا ہے، "الانصاح فی المحاکمہ بین النووی وابن الصلاح" ابوعلی غانی کی جو اس موضوع پر مستقل کتاب ہے وہ بھی نزاع لفظی ٹھہراتے ہیں، فرماتے ہیں علم کہ علم قطعی نظری کا فائدہ سب کے ہاں مسلم ہے، امام ابن طاہر مقدسی تو یہاں فرماتے ہیں کہ جو صحیحین کی روایتیں نہیں ہیں لیکن صحیحین کی شرط پر ہیں وہ بھی مفید قطع ہیں۔(ج1،ص302)

تواتر لفظی اور معنوی کا مطلب؟

متواتر لفظی کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ بعینہ ایک ہی لفظ سے وہ احادیث مروی ہوں بلکہ جس لفظ سے بھی ہوں مضمون ایک ہونا چاہئے اور ایک یا دو محدثین نے جو نفی تواتر حدیث کا دعوی کیا تھا یا صرف ایک ہی مثال بتلائی تھی بعض محققین کے نزدیک ان کی مراد بھی یہی ہے کہ ایک لفظ سے متواتر کی مثال نہیں ملتی عزیز الوجود ہے گویا ان کے نزدیک بھی احادیث متواترہ بہت ہیں لیکن ایک لفظ سے نہیں ہیں صرف حدیث "من کذب علی فلیتبوء مقعدہ من النار" کو ایسا بتلایا گیا ہے اس بناء پر نزاع بھی لفظی ہوجاتا ہے، متواتر معنوی کے یہ معنی نہیں کہ لفظ مختلف ہوں اور مضمون سب میں ایک ہو بلکہ یہ معنی ہیں کہ ہر ایک حدیث میں مضمون الگ الگ ہو اور ایک بات قدر مشترک نکل آئے جیسے احادیث معجزات کہ ہر ایک اگرچہ اخبار آحاد میں سے ہے لیکن نفس ثبوت معجزہ سب میں قدر مشترک ہے، اسی کو اصطلاح میں تواتر معنوی یا تواتر قدر مشترک کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت۔(ج1، 303)

دارالاسلام کا مطلب؟

تمام علماء امت کا اتفاق ہے کہ کسی خطہ زمین کے داالاسلام بننے کا مدار اس بات پر نہیں کہ وہاں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب کیا ہے؟ بلکہ اس کا مدار قانون اسلام کے نفاذ پر ہے جس ملک میں برسر اقتدار طبقہ کی جانب سے عوام کو اسلامی قانون کے فیوض و برکات سے مستفید ہونے کا موقع نہ دیا جائے جہاں کفر اور جاہلیت کا آئین و قانون مسلط ہو جہاں کے بے بس عوام مسلسل احتجاج کے باوجود خدائی قانون کے بجائے طاغوتی قانون کے مطابق اپنے مقدمات فیصل کرانے پر مجبور ہوں اسے ہزار بار مسلمانون کا ملک کہ لیجیئے لیکن اسے حقیقی معنی میں اسلامی مملکت اور دارالاسلام کہتے ہوئے حیا آتی ہے۔(ج2،ص25)

تزکیہ کا مطلب؟

تزکیہ سے مراد عقائد و نظریات اور اعمال و اخلاق کی پاکیزگی ہے،قرآن کریم نے تین مقامات پر تزکیہ کا تعلیم سے مقدم ذکر فرمایا ہے جس سے ایک بات تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ بقدر ضرورت تزکیہ تعلیم سے پہلے ہونا چاہئے تعلیم اسی وقت مفید اور بار آور ہو سکتی ہے جبکہ قلوب میں اس کے قبول کرنے کی اہلیت اور جذب کرنے کی صلاحیت موجود ہو زمین کو پہلے کاشت کے قابل بنایا جائے پھر تخم ریزی کی جائے ورنہ وہی کیفیت ہوگی جو عارف شیرازی نے فرمائی۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم و خس

یہ تزکیہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان صحبت اور مکارم اخلاق سے حاصل ہوتا تھا اور اب بھی بقدر استعداد اللہ تعالی کے مقبول بندوں سے ربط و تعلق اور ان کی صحبت اور مجالست سے حاصل ہو سکتا ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ تعلیم کتاب و حکمت سے بھی اصل مقصود تزکیہ ہے، یہ نہ ہو تو ساری تعلیم بیکار ہے، اعمال و اخلاق کے بغیر نرے علوم و معارف کی حق تعالی کے یہاں کوئی قدر نہیں، آدمی ساری دنیا کیا کتابیں چاٹ لے، اگر انسانی اخلاق اور ایمانی اعمال نہیں تو پڑھا لکھا جانور تو ہو سکتا ہے مگر انسان کہلانے کا مستحق نہیں۔(ج 2،ص156)

آیت حرمت خمر کے تفسیری نکات:

يَاا ايها الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْميسرُ وَالأَنْصَابُ وَالأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيطَانِ فَاجْتَنِبُوه لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَo إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَينكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيسِرِ

وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ٥ وَأَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ٥.

ترجمہ: اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت اور پانسے شیطانی کام ہیں ان سے بالکل بچتے رہے تا کہ تم کو فلاح و نجات ہو۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ تم میں شراب اور جوے کے ذریعہ بغض وعداوت ڈالے اور روکے تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے، کیا اب تم باز نہیں آؤ گے، اللہ ورسول کی اطاعت کرو، اور (مخالفت سے) ڈرتے رہو، اگر تم اب بھی اعراض کرو گے تو ہمارے رسول کے ذمہ صرف کھول کر پہنچا دینا ہے۔

دیکھئے اس آیت کریمہ میں شراب کی حرمت کس مؤثر انداز سے بیان فرمائی ہے کسی حرام اور ممنوع چیز کی حرمت کا اعلان اس انداز سے نہیں کیا گیا، اور ساتھ ہی ساتھ ممانعت کی ممانعت کی علت وحکمت بھی دینی ودنیوی دونوں پہلو سے بیان فرمادی، کسی تشریح وتفسیر کے بغیر کسی صرف ترجمہ سمجھ کر اس آیت کو بار بار پڑھئے اور سوچئے کہ کتنا بلیغ پیرایہ بیان اختیار کیا گیا ہے، آیت کریمہ جن نکات پر مشتمل ہے ذیل میں اجمالا اس کا ذکر کیا جاتا ہے:

1۔ خمر ومیسر کی شناعت وقباحت کو محسوس کرانے کیلئے انصاب وازلام کے ساتھ ان کا ذکر کیا گیا یعنی بت پرستی کی قباحت جس طرح واضح ہے ٹھیک اسی طرح شراب نوشی کی شناعت بھی کھلی ہوئی ہے۔

2۔ رجس گندی چیز ہے، قابل نفرت ہے ہر عقلمند کو نفرت کرنا چاہئے۔

3۔ شیطانی عمل ہے اس میں خیر کا نام تک نہیں نہ ہی خیر کی توقع رکھنی چاہئے۔

4۔ جب اتنی بری اور قبیح چیز ہے تو اس سے اجتناب چاہئے اس کے قریب بھی نہ جانا چاہئے۔

5۔ تمہاری فلاح دارین وبہبودی ہر پہلو سے اس سے بچنے پر موقوف ہے۔

6۔ خمر ومیسر کے ذریعہ شیطان مومنین کے قلوب میں بغض وعداوت پیدا کرتا ہے جن قلوب میں انتہائی مودت محبت ہونی چاہئے شیطان اس کے ذریعہ اس کو ختم کرنا چاہتا ہے۔

7۔ شراب نوشی اور جوئے کے سبب اللہ تعالی کی یاد جو مسلمان کے لئے سب سے بڑی دولت ہے اس سے محرومی ہوتی ہے۔

8۔ نماز جیسی نعمت جو ایمان کی سب سے بڑی علامت ہے، اور دین کی عمارت کا بنیادی ستون ہے اس سے شرابی غافل ہو جاتا ہے۔

9۔ اتنی محسوس واضح برائیوں کے بعد کیا ایمان والے شراب نوشی سے باز نہیں آئیں گے؟

کیا کوئی عاقل ان خرابیوں کے بعد اس معصیت کے ارتکاب کی جرات کرسکتا ہے؟

10۔ کلمہ "انما" قواعد بلاغت کی رو سے اس لئے لایا گیا ہے کہ ان حقائق کے بدیہی ہونے کا دعوی کیا جائے یعنی

کسی عاقل کو شک وشبہ کی گنجائش ان میں نہیں یہ حقائق اتنے یقینی ہیں کہ ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہیں، پھر اس حکم کے آخر میں اللہ ورسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا تاکہ حجت پوری کردی جائے کہ ان احکام کا ماننا فرض ہے پھر آخرت کے عذاب سے ڈرایا گیا اتنی صاف صریح ہدایات واحکام پر بھی اگر عمل نہ کریں تو پیغمبر اسلام کا منصبی فریضہ پورا ہوگیا۔(ج2،ص62،63)

اسلامی آئین کے اجمالی خدوخال:

یہ امر کسی تشریح کا محتاج نہیں کہ وہی آئین اسلامی کہلانے کا مستحق ہوگا جس میں اعلان کیا گیا ہو:

1۔ حکومت کا کوئی اقدام اسلام کے خلاف نہیں ہوگا۔

2۔ مملکت کے تمام مسلم شہریوں پر اسلامی فرائض کی پابندی قانوناً لازمی ہوگی۔

3۔ ہر شہری اسلام کے عدل عمرانی سے مستفید ہوگا اور اسلامی معاشیات کا نفاذ ہوگا۔

4۔ ممنوعات شرعیہ پر اسلامی تعزیرات جاری ہوں گی۔

5۔ ملک کی تمام عدالتیں صرف اسلامی قانون کی پابند ہوں گی اور اس آئین کے نفاذ کے دن سے تمام رائج الوقت غیر اسلامی قوانین منسوخ تصور کئے جائیں گے۔

6۔ خدا اور رسول کے صریح احکام بغیر کسی مسخ وتحریف کے نافذ کئے جائیں گے اور ان پر کسی اتھارٹی کو رائے زنی کا حق حاصل نہیں ہوگا۔

7۔ مجلس قانون ساز کا کوئی فیصلہ اگر اسلامی اصول کے منافی ہوا تو عدالت عالیہ میں اسے چیلنج کرنے کا ہر مسلمان کو حق ہوگا۔

8۔ اسلامی شعائر کا تحفظ کیا جائے گا اور ان کی بے حرمتی مستوجب سزا ہوگی۔

9۔ منافی اسلام سرگرمیاں ممنوع ہوں گی۔

10۔ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کسی کو اجازت نہیں ہوگی اور

11۔ ارتداد کو اسلام کے خلاف بغاوت تصور کیا جائے گا اور اس کی وہی سزا ہوگی جو بغاوت کی ہوسکتی ہے۔(۔(ج2،ص106،107)

=☆=☆=